405311-حدیث : (جو شخص امام کے ساتھ نماز ادا کرے یہاں تک امام چلا جائے ۔ ۔ ۔) میں نماز سے مراد نماز عشا ہے یا تراویح ہے ؟

سوال

ایک حدیث : (جو شخص امام کے ساتھ نماز ادا کرے یہاں تک امام چلا جائے تو اس کے لیے ساری رات کا قیام لکھا جاتا ہے ۔) کو بہت سے اہل علم نے تراویح پر محمول کیا ہے ۔ تو اس حدیث میں تراویح کیسے مراد ہو سکتی ہے ؛ کیونکہ خود نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو تراویح نہیں پڑھائیں ، نہ ہی صحابہ کرام کو حکم دیا کہ امام کے ساتھ تراویح ادا کریں ، آپ تو اکیلے ہی نماز کے لیے مسجد میں آئے تھے تو دو راتیں لوگ خود ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز ادا کرنے کے لیے جمع ہوتے رہے ، لیکن تیسرے دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی مسجد میں نہ آئے ، صحابہ اکیلے اکیلے ہی نماز ادا کرتے رہے ، یا عہدِ عمر رضی اللہ عنہ تک دو چار لوگ اکٹھے ہو کر تراویح پڑھ لیا کرتے تھے ، تو اس صورت میں ہم اس حدیث اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل میں تطبیق کیسے دیں گے ؟ خصوصاً اس صورت میں بھی کہ کچھ علمائے کرام نے اس حدیث کو غالبا علامہ سیوطی نے شرح ترمذی میں عشا کی نماز پر محمول کیا ہے ، تراویح کی نماز پر محمول نہیں کیا ۔

پسندیدہ جواب

صحیح موقف یہ ہے کہ یہ حدیث نماز تراویح کے بارے میں ہے ، نماز عشا کے بارے میں نہیں ہے ۔

جیسے کہ امام نسائی : (1364) ، ترمذی : (806) ، ابو داود : (1375) اور ابن ماجہ : (1327) نے اسے سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ کہتے ہیں : "ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ رمضان میں روزہ رکھا ، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں قیام اللیل نہیں کروایا ، حتی کہ رمضان کی صرف سات راتیں باقی رہ گئیں ، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تقریباً ایک تہائی رات تک قیام کروایا ، پھر جب چھ راتیں باقی رہ گئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں قیام نہ کروایا پھر جب پانچ راتیں باقی رہ گئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں آدھی رات گزر جانے تک قیام کروایا ۔ اس پر ہم نے عرض کیا : اے اللہ کے رسول ! کاش آپ ہمیں اس پوری رات میں قیام کرواتے ! تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : (یقیناً جب کوئی شخص امام کے ساتھ آخر تک قیام کرتا ہے تو اس کے لیے ساری رات کا قیام لکھ دیا جاتا ہے ۔) "اس حدیث کو البانی رحمہ اللہ نے صحیح سنن نسائی میں صحیح قرار دیا ہے ۔

تو یہ حدیث آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت فرمائی جب صحابہ کرام کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری رات قیام کروایا تھا ، اور اس کی وجہ یہ تھی کہ صحابہ کرام کی چاہت تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں بقیہ رات بھی قیام کروائیں ، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں واضح کیا کہ مقتدی جب امام کے ہمراہ آخر تک قیام کرتا ہے تو اس کے لیے پوری رات کا قیام لکھا جاتا ہے ، اگرچہ انہوں نے امام کے ہمراہ رات کے صرف کچھ حصے میں ہی قیام کیا ہو ۔

جیسے کہ "عون المعبود شرح ابو داود" (4/174) میں ہے کہ :
"یہاں تک کہ آدھی رات گزر گئی ، تو انہوں نے کہا : کاش کہ آپ اس رات قیام کروائیں ۔ جبکہ ایک اور روایت کے الفاظ ہیں : کاش کہ آپ ہمیں بقیہ رات بھی قیام کروائیں ، یعنی آدھی رات کے بعد بقیہ حصے میں بھی قیام کروا کر ہمیں زیادہ قیام کروائیں ۔

النھایہ میں اس کا معنی یہ ہے کہ : آپ ہمیں مزید نفل نماز پڑھائیں ، انہیں نفل نماز اس لیے کہا گیا کہ یہ فرائض سے زائد نماز ہے ۔

علامہ مظہر کہتے ہیں : تقدیری عبارت یوں ہوگی : اگر آپ ہمیں آدھی رات کے بعد بھی مزید قیام کرواتے؛ یہ ہمارے لیے بہتر ہوتا، یہاں پر حدیث کے عربی الفاظ میں کلمہ "لو" تمنا کے لیے ہے۔ {حتی ینصرف} یعنی : یہاں تک کہ امام چلا جائے، {حسب لہ} اسے مجول پڑھا جائے گا، یعنی اس کے لیے شمار کیا جائے گا، سمجھا جائے گا۔ {قیام اللیلۃ} یعنی : اسے مکمل رات کے قیام کا ثواب حاصل ہوگا۔ مطلب یہ ہے کہ : انہیں ساری رات فرض ادا کرنے کا اجر ملے گا، نوافل کی کثرت انسانی جسم کی چستی پر محمول ہے؛ کیونکہ اللہ تعالی کو اکتاہٹ نہیں ہوتی، اکتاہٹ لوگوں کو ہوتی ہے۔ المرقاۃ میں ہے کہ : یہاں فرض سے مراد عشا اور فجر کی نماز ہے۔" ختم شد

اس حدیث کو عشا کی نماز پر محمول کرنے والے کا موقف صحیح نہیں ہے؛ کیونکہ انہوں نے اپنے اس موقف کی بنیاد سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی مشہور حدیث پر رکھی ہے کہ : جس نے عشا کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کی تو گویا اس نے آدھی رات قیام کیا، اور جس نے فجر کی نماز باجماعت ادا کی تو گویا اس نے ساری رات قیام کیا۔ اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

یہ ایک اور فضیلت ہے، اس کا سوال میں مذکور حدیث سے کوئی تعلق نہیں ہے، یہی وجہ ہے کہ انہیں نماز فجر کا ذکر کرنا پڑا حالانکہ نماز فجر کا اس حدیث میں کوئی ذکر نہیں ہے۔ اس حدیث کے مطابق ساری رات کے قیام کا اجر پانے کے لیے نماز فجر کا ہونا ضروری ہے محض نماز عشا سے ساری رات کے قیام کا اجر نہیں ملے گا۔

جبکہ سوال میں مذکور حدیث کا مفہوم بھی واضح ہے کہ امام کے ہمراہ جتنی دیر انہوں نے قیام کیا اور وہ آدھی رات تک تھا، یہی آدھی رات تک کا قیام پوری رات کے قیام کے برابر ہے، اور یہ امام کے ساتھ مکمل قیام کرنے کی فضیلت ہے۔

علامہ سندھی رحمہ اللہ سنن ابن ماجہ پر اپنے حاشیہ (1/398) میں کہتے ہیں :
"طحاوی رحمہ اللہ نے شرح الآثار میں کہا ہے کہ : اس حدیث کو انہوں نے اپنی دلیل بنایا ہے جو کہتے ہیں کہ رمضان میں امام کے ہمراہ قیام افضل ہے۔

جبکہ دوسرا موقف رکھنے والے دلیل میں یہ حدیث پیش کرتے ہیں : (انسان کی گھر میں نماز افضل ہوتی ہے، سوائے فرض نماز کے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حدیث صحابہ کرام کو اس وقت فرمائی تھی جب آپ نے انہیں اپنی مسجد میں رمضان کی ایک رات قیام کروایا، پھر آپ نے صحابہ کرام کو مزید قیام کروانے کا ارادہ کیا تو انہیں بتلایا کہ ان کی اپنے گھروں میں تنہا نماز مسجد نبوی میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نماز سے بھی افضل ہے؛ تو کسی اور امام کے ہمراہ وہ بھی کسی اور مسجد میں کیسے افضل ہو سکتی ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ : یہ ٹھیک ہے کہ امام کے ہمراہ رات کے کچھ حصے میں قیام کرنے کی وجہ سے ساری رات کا قیام لکھ دیا جائے، اور اپنے گھر میں قیام اس سے بھی افضل ہو۔ اس طرح دونوں میں کوئی تضاد باقی نہ رہے گا۔" ختم شد

ابن رسلانؒ "شرح ابی داود" (6/623) میں کہتے ہیں :
"یقیناً جب کوئی آدمی امام کے ہمراہ اس وقت تک نماز ادا کرتا ہے جب تک امام چلا نہیں جاتا تو اس کے لیے ساری رات کا قیام شمار کیا جاتا ہے۔ سنن نسائی کے الفاظ ہیں کہ : "یقیناً جو شخص اپنے امام کے ہمراہ قیام کرتا ہے یہاں تک کہ امام چلا جائے تو اللہ تعالی اس کے لیے ساری رات کا قیام لکھ دیتا ہے" جبکہ ابن ماجہ کے الفاظ ہیں : "تو یہ عمل ساری رات کے قیام کے برابر ہے۔"
زیادہ بہتر یہ محسوس ہوتا ہے کہ یہ فضیلت صرف قیام رمضان کے ساتھ خاص ہو؛ کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان : (یقیناً آدمی جب امام کے ہمراہ نماز ادا کرے) یہ صحابہ کرام کے سوال کے جواب میں ہے کہ : "کاش آپ ہمیں اس رات مزید نفل پڑھائیں" تو جو جواب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا وہ اسی سوال کے تابع ہوگا، اور یہ سوال رمضان میں رات کا قیام ہے۔

اس کی دلیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے : «إذا صلى مع الإمام حتى ينصرف» کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے امام کے ساتھ نماز کا ذکر کیا ہے، اور پھر حرف غایت "حتی" بھی استعمال کیا جو کہ غایت کے معنی میں ہے اور جب غایت استعمال ہو تو مُغَیَّا کا ہونا بھی لازم ہوتا ہے۔

تواس سے معلوم ہواکہ یہ فضیلت تبھی حاصل ہوگی جب مقتدی کے لیے متعدد نمازیں امام کی اقتدامیں جمع ہوجائیں، اور متعدد نمازیں صرف عشاکی نمازمیں جمع نہیں ہوسکتیں۔

یہ بھی جائزہے کہ اس فضیلت میں فرائض بھی شامل ہوجائیں، جیسے کہ سنن ابوداوداور ترمذی میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا آپ فرمارہے تھے: (جوشخص عشااور فجرکی نمازجماعت کے ساتھ پڑھے تواس کے لیے ساری رات قیام کی طرح ہوجائیں گی) تواس سے دلیل ملتی ہے کہ جوشخص یہ دونوں نمازیں امام کے ساتھ پڑھے اس کے لیے ساری رات کاقیام لکھاجاتاہے۔ چنانچہ شافعی اوردیگراہل علم کے ہاں صحیح موقف یہ ہے کہ جماعت امام اورصرف ایک مقتدی کے ساتھ بن جاتی ہے۔" ختم شد

اس بات کی تائیدکہ یہ روایت تراویح کے بارے میں ہے فرائض کے متعلق نہیں ہے اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ: فرض نمازمیں انسان کواس بات کااختیارنہیں دیاجاسکتاکہ وہ جب مرضی نمازچھوڑکرچلاجائے اورجتنی دیرمرضی پڑھتارہے۔

جیسے کہ ابوالحسن مبارکپوری "مرعاۃالمفاتیح" (4/318) میں کہتے ہیں:
"سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی جس حدیث کی جانب ملاعلی القاری نے اشارہ کیاہے، اس کے مفہوم کے متعلق یہ کہاجائے گاکہ: جوشخص بھی عشااورفجرکی نمازکے فرائض امام کے ساتھ یعنی باجماعت اداکرتاہے تواس کے لیے مکمل رات کے قیام کاثواب ہے وہ بھی ساری رات فرض پڑھتے رہنے کا۔ اوراس حدیث کے بارے میں کہاجائے گاکہ: جب مقتدی امام کے ساتھ تراویح پڑھے یہاں تک کہ امام چلاجائے تواس کے لیے ساری رات قیام کاثواب ملے گا، لیکن وہ ثواب نفل پڑھنے کاہوگا۔

کہاگیاہے کہ: اس کی تائیدترمذی، نسائی اورابن ماجہ کی اس روایت سے بھی ہوتی ہے کہ: جوشخص امام کے ساتھ قیام کرے۔ وہاں یہ نہیں ہے کہ امام کے ساتھ نمازاداکرے؛ کیونکہ قیام کے الفاظ تراویح کے لیے ہوتے ہیں، فرض نمازکے لیے نہیں۔ پھراس کی تائیداس سے بھی ہوتی ہے کہ ابوذررضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں بقیہ رات بھی قیام کروائیں۔ اس سوال کاتقاضا یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں ایساجواب دیں کہ جس میں ہوکہ اب تمہیں بقیہ رات قیام کرنے کی ضرورت نہیں ہے؛ کیونکہ جس مقدارمیں انہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام کروادیاہے اس مقدارسے بقیہ ساری رات کے قیام کاثواب مل جائے گا۔

اس مفہوم کی تائیداس بات سے بھی ہوتی ہے کہ حدیث کے الفاظ ہیں: {حتی ینصرف} یہاں تک کہ امام چلاجائے۔ تواس سے پتہ چلتاہے کہ یہاں ایسی کوئی نمازمرادہے جہاں مقتدی کے لیے کسی بھی وقت چلے جانا ممکن ہوپوری نہ کرے، اوریہ بات معلوم ہے کہ فرض پڑھتے ہوئے درمیان میں چھوڑکرجانا ناممکن ہے؛ کیونکہ فرائض میں توامام کے ساتھ ہی سلام پھیرا جاتاہے، جبکہ تراویح میں ممکن ہے کہ امام کے چلے جانے سے پہلے انسان تراویح درمیان میں چھوڑکرچلاجائے؛ کیونکہ تراویح میں دو، دورکعات کرکے نمازپڑھی جاتی ہے، توتراویح میں یہ ممکن ہے کہ امام کی نمازمکمل ہونے سے پہلے مقتدی تراویح ادھوری چھوڑکرچلاجائے۔" ختم شد

خلاصہ کلام:

یہ اجراورفضیلت نمازتراویح کے بارے میں بھی بالکل واضح ہے، تاہم یہی اجرعشااورفجرکی نمازباجماعت اداکرنے والے لیے بھی ہوسکتاہے، اس میں کوئی تضادنہیں ہے۔

واللہ اعلم